چاندنی
www.pdfbooksfree.pk
ملک فہیم ارشاد

رنگ لائے چاندنی

ملک فہیم ارشاد۔ فیصل آباد ڈجکوٹ

چاہت کی ایک لازوال کہانی جو حرف بہ حرف، سبک رفتاری سے ذہن کو مبہوت کردیتی ہے اور چاہت کا وہ جذبہ سامنے لاتی ہے جس میں محب اپنے محبوب کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھاکر ثابت رہا اور پھر ایک وقت آیا کہ اس کی سچی لگن رنگ لائی دل میں نرم گوشہ اور پیار کا شمع جلانے والوں کے لئے ایک خوبصورت تحریر۔

محبت کی ایک دلکش دلنشین دلفریب اور خلوص بیکراں کہانی جو آپ کو برسوں یاد رہے گی

ٹرین کے ایئر کنڈیشنڈ پارلر میں اس وقت قاسم کے سوا کوئی نہ تھا وہ کافی بور ہو رہا تھا وہ شہر سے تعلیم حاصل کر کے گاؤں واپس جارہا تھا۔ وہ پورے دس سال بعد اپنے گاؤں واپس جارہا تھا اس کے سامنے گاؤں کا پورا نقشہ گھوم رہا تھا۔ گاؤں میں اس کے ماں باپ کے علاوہ اس کی ایک خوبصورت بہن بھی تھی۔ جب وہ گاؤں سے آیا تھا تو اس کی بہن رابیکا بہت چھوٹی تھی۔ گاؤں میں ایک پرائمری اسکول تھا جو صرف پانچویں تک تھا اور قاسم کا تعلیم سے لگاؤ دیکھ کر اس کے باپ نے اسے پڑھنے کے لئے شہر اپنے بھائی کے ہاں بھیج دیا اور آج وہ۔ بی۔ اے تک تعلیم مکمل کر کے گاؤں واپس جارہا تھا لیکن اس کے لئے یہ سفر بہت بور ثابت ہو رہا تھا۔ ٹرین کے اس ڈبے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ چانک ٹرین کی اسپیڈ آہستہ ہونی شروع ہوگئی جس کا مطلب تھا کہ آگے کوئی اسٹیشن ہے اور پھر ٹرین ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ اسٹیشن پر رک گئی۔ قاسم آرام سے سیٹ پر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرین چل پڑی قاسم نے آنکھیں بند کرلیں اچانک اسے ٹرین کے کمپارٹمنٹ میں قدموں کی چاپ سنائی دی اس نے آنکھیں کھولیں اور اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اتنی خوب صورت دوشیزہ اس نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لڑکی اس کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گئی، لڑکی کی من موہنی صورت گداز ہونٹ دودھ کی طرح سفید رنگ قاسم کے دل میں گھر کر گیا۔ وہ اس کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ لڑکی نے اس کی طرف ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔ ”جی فرمایئے......“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”کک...... کک...... کچھ نہیں۔“ قاسم نے ہکلاتے ہوئے کہا اور نظریں پھیر لیں۔ لڑکی کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔

قاسم کافی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ ”آپ کہاں جارہی ہیں۔“

”آپ کو اس سے مطلب......“ لڑکی نے دوبارہ آنکھیں نکالیں۔“

بب...... بب...... بس ویسے ہی...... میں کا...... کافی دیر سے اکیلا بیٹھا ہوں اس لئے سوچا علیک سلیک کر کے سفر خوشگوار بنالیا جائے۔“ قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے خاموشی پسند ہے اور نہ ہی میں اجنبیوں سے گفتگو کرنا پسند کرتی ہوں۔“ وہ خشک لہجے میں بولی، قاسم کو اس کے خشک لہجے پر غصہ تو آیا لیکن وہ اس کی خوب صورتی دیکھ کر کچھ نہ بولا۔

قاسم کو اللہ نے شکل خوب صورت دی تھی اور شہر میں لڑکیاں اس کے ایک انداز پر مرمٹنے کو تیار تھیں لیکن وہ کسی لڑکی کو لفٹ نہیں کرواتا تھا اور اسے اب یہ لڑکی بہت پسند آئی تھی لیکن یہ تو اس سے بات بھی نہیں کر رہی تھی وہ نظریں چرا کر اسے دیکھتا رہا لیکن لڑکی باہر کے مناظر میں گم تھی۔

جب وہ کسی طرح قاسم کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو قاسم نے پیروں کے پاس پڑے بریف کیس کو اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے میگزین نکالا جو اس نے آتے ہوئے ویسے ہی رکھ لیا تھا اور پھر وہ اسے کھول کر پڑھنے لگا۔

”ایکسکیوزمی......“ قاسم کے کانوں میں اس لڑکی کی مترنم آواز نے رس گھولا۔ قاسم نے میگزین سے نظریں ہٹائیں۔

”جی......“ قاسم نے کہا۔

”ذرا یہ میگزین دکھا سکتے ہیں۔“ لڑکی نے میگزین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

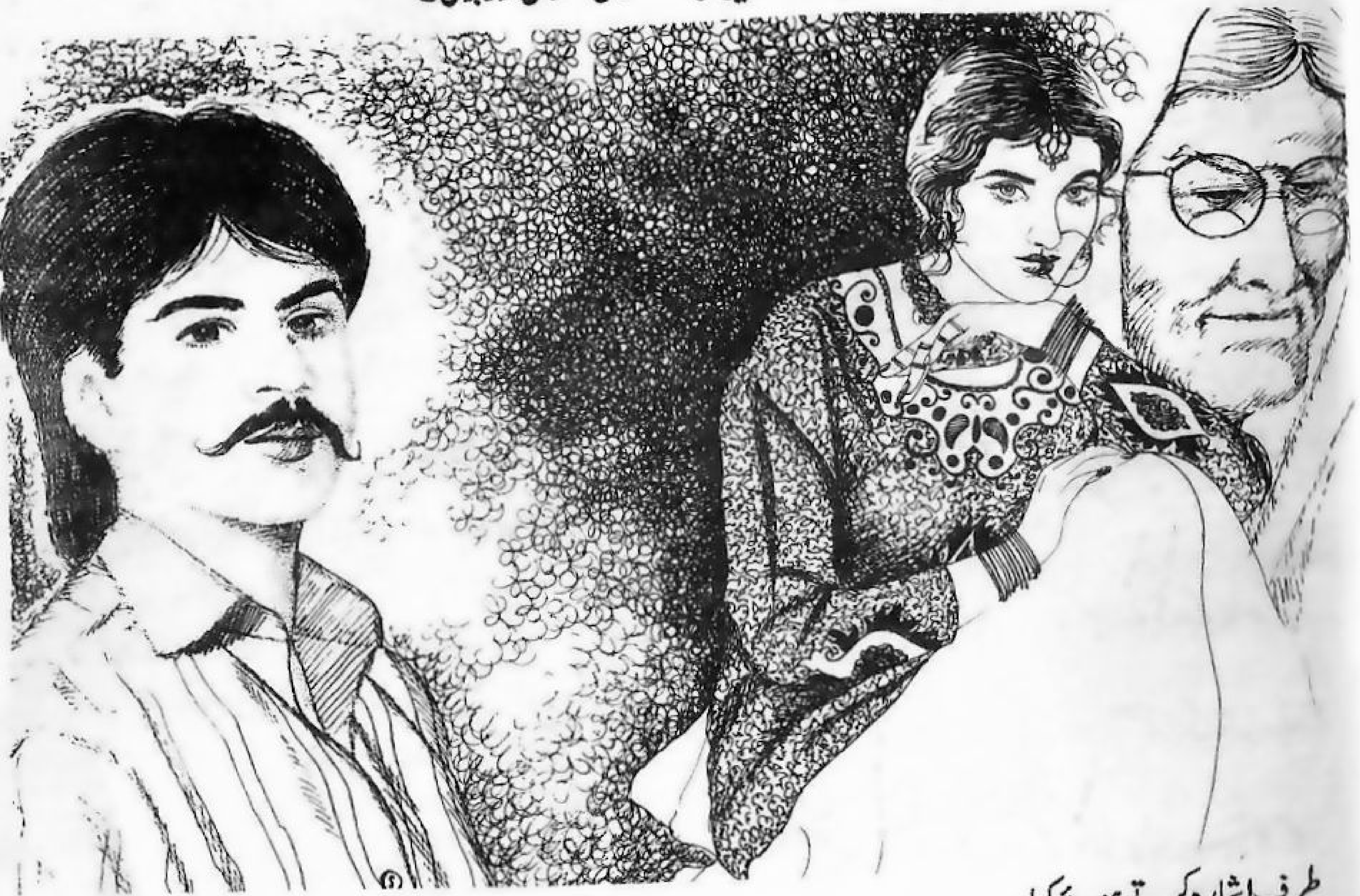

”جی ضرور......“ قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور میگزین لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر میگزین کو پکڑ لیا۔

”شکریہ......“ لڑکی نے پہلی دفعہ مسکراتے ہوئے کہا اور قاسم بھی مسکرا دیا۔ لڑکی نے میگزین کھول کر اس پر نظریں مرکوز کردیں لیکن اب قاسم کیا کرتا وہ بے بسی سے لڑکی کی شکل تکنے لگا...... اچانک لڑکی نے قاسم کی طرف دیکھا اور قاسم نے جلدی سے نظریں پھیر لیں...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے میگزین قاسم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”معاف کیجئے گا میں نے تو آپ کے بارے میں سوچا ہی نہیں یہ لیجئے۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں! نہیں کوئی بات نہیں۔“ قاسم نے تکلف کیا۔

”آپ پڑھیے میں یہ میگزین پڑھ چکا ہوں یہ تو میں نے ویسے ہی بیگ میں رکھ لیا تھا۔“

لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور دوبارہ میگزین کھول کر پڑھنے لگی ڈبے میں خاموشی پھر چھا گئی۔ ”آپ کو باتیں کرنا نہیں آتیں آپ بور نہیں ہو رہیں۔“ قاسم نے سوال کیا لڑکی مسکرائی اور بولی۔

”میں شاید پہلے بتا چکی ہوں کہ میں خاموشی پسند ہوں۔“ قاسم نے لڑکی کے جواب پر پھر چپ سادھ لی۔

”آپ کہاں جارہے ہیں؟“

اچانک لڑکی نے میگزین سے نظریں ہٹا کر قاسم سے پوچھا۔ ”کانپور......“ قاسم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا......؟“ لڑکی خوشی سے چلائی۔

”کیا ہوا......“ قاسم حیرت سے بولا۔

”کک...... کک...... کچھ نہیں۔“ وہ ہکلاتی ہوئی بولی۔ خوشی اب بھی اس کے چہرے پر موجود تھی۔

”آپ چلائی کیوں تھیں؟“ قاسم کے لہجے میں

بدستور حیرت شامل تھی۔

”نہیں کچھ نہیں...... آپ یہ بتایئے کہ آپ جا کہاں رہے ہیں۔“ لڑکی نے پوچھا۔

”میں کانپور گاؤں میں...... تیسرے اسٹیشن پر اتر دوں گا۔“ قاسم نے بتایا تو لڑکی کی آنکھوں میں ایک بار پھر چمک ابھر آئی۔ قاسم کو ایک بار پھر حیرت ہوئی۔

”آپ کاشی بابا کے بیٹے ہیں۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ”ہاں......!“ قاسم نے حیرت سے کہا۔

”لیکن آپ کو میرے ابو کا نام کیسے معلوم ہے؟“

”کیونکہ کاشی بابا کا نام تو کانپور گاؤں میں بہت مشہور ہے وہ بہت ملنسار اور اچھے آدمی ہیں۔“ لڑکی نے چہکتے ہوئے کہا۔

”ہیں......“ قاسم نے ماتھے کو سکوڑتے ہوئے کہا۔ اس کے والد کاشف اللہ گاؤں کے غریب کسان تھے اور نہ ہی وہ اتنے مشہور تھے۔ ”شاید میرے جانے کے بعد ابو مشہور ہو گئے ہوں اور ان کی گاؤں والوں سے جان پہچان ہو گئی ہو۔“ قاسم نے سوچا...... اس کے ساتھ ہی ٹرین رک گئی۔

”اچھا میں چلتی ہوں میرا اسٹیشن آ گیا۔“ لڑکی نے میگزین قاسم کی طرف بڑھایا اور ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”ارے...... ارے...... آپ نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں۔“ قاسم جلدی سے بولا وہ رکی اور بولی۔ ”چاندنی......“ اتنا کہہ کر وہ پھر چل پڑی اور کمپارٹمنٹ سے باہر نکل گئی۔

”چاندنی...... اچھا نام ہے۔“ قاسم مسکراتے ہوئے خود سے ہمکلام ہوا اس نے میگزین کھولا اور اسے دیکھنے لگا۔

”ویسے آپ کے ساتھ سفر خوشگوار رہا۔“ قاسم کے کانوں میں چاندنی کی آواز پڑی تو اس نے جلدی سے سر اٹھا کر دیکھا وہ کمپارٹمنٹ میں کھڑی مسکرا رہی تھی پھر وہ جلدی سے باہر نکل گئی اور قاسم ”ارے ارے“ کہتا رہ گیا۔ پھر وہ مسکرا دیا اور چاندنی کے خیالوں میں کھو گیا۔

اسٹیشن پر قاسم کے ماں باپ اور اس کی بہن اس کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے قاسم کا باپ بڑی گرمجوشی سے اپنے بیٹے کے گلے لگا ماں تو برسوں سے اپنے بیٹے کے انتظار میں تھی وہ تو قاسم کے گلے لگ کر رونے لگی، بہن بھی بڑی گرمجوشی سے اپنے بھائی سے ملی۔

دوسرے دن قاسم نے اپنے بچپن کے دوست شہزاد سے ملنے کا پروگرام بنایا اس نے اپنے گھر والوں کو بتایا اور شہزاد کے گھر پہنچا۔ شہزاد اسے دروازے پر ہی مل گیا۔ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے۔ ”بڑی دیر بعد شہزاد کی یاد آئی تجھے۔“ شہزاد کے لہجے میں خوشی کے ساتھ طنز بھی شامل تھا۔

”اب طنز مت کر اتنے سالوں بعد تو آیا ہوں۔“ قاسم اس کا طنز سمجھ چکا تھا۔

”کوئی خط تو لکھ سکتا تھا ناں۔“ شہزاد کے لہجے میں بدستور طنز شامل تھا۔

”اچھا بابا معاف کر دے...... اب چھوڑ ان باتوں کو اور یہ بتا کوئی کام وغیرہ کرتا ہے یا نہیں۔“ قاسم نے پوچھا۔

”کام کیا کرنا ہے یار ابا کے ساتھ کھیتوں میں چلا جاتا ہوں اور کیا کام کرنا ہے مجھے۔“ شہزاد اکتائے ہوئے لہجے میں بولا جیسے یہ کام بہت مجبوری میں کر رہا ہو۔

”اب مجھے اندر آنے کو کہے گا یا یونہی دروازے پر کھڑا رکھے گا۔“ قاسم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ معاف کرنا چل آ اندر......“ شہزاد مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ قاسم اندر داخل ہوا تو شہزاد کی ماں چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”السلام علیکم اماں......“ قاسم نے آگے بڑھ کر گردن جھکا کر کہا۔

”وعلیکم السلام بیٹا...... جیتے رہو۔“ شہزاد کی ماں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”اور سنایئے اماں...... کیا حال چال ہے۔“ قاسم نے کہا۔

”ٹھیک ہے پتر اللہ کا شکر ہے۔“ شہزاد کی ماں بولیں۔

”اماں چاچا کہاں ہیں۔“ قاسم نے پوچھا۔

”ابا کھیتوں میں گئے ہوئے ہیں میں بھی وہیں جا رہا تھا کہ تو مل گیا۔“ اماں کے بولنے سے پہلے شہزاد بول پڑا۔

”اور یہ مہرو کہاں ہے۔“ قاسم نے ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔ ”اندر ہے پتر۔“ اماں نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”قاسم تو ذرا یہاں بیٹھ میں ابا کو بتا کر آتا ہوں۔“

شہزاد نے کہا۔

”ٹھیک ہے پر جلدی آنا۔“ قاسم نے کہا اور شہزاد مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ ”اور سنایئے اماں۔“ قاسم نے کہا۔

”اللہ کا شکر ہے پتر تیری پڑھائی تو مکمل ہو گئی ہے ناں۔“ اماں نے پوچھا۔

”ہاں اماں...... اماں میں ذرا مہرو سے مل کر آتا ہوں۔“ اتنا کہہ کر قاسم چارپائی سے اٹھا اور اندر کی طرف بڑھا وہ مہرو کے کمرے میں داخل ہوا، مہرو سامنے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

مہرو بچپن کی نسبت اب کافی خوب صورت ہو گئی تھی قاسم اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ ”مہرو تم اتنی بڑی ہو گئی اور...... اور خوب صورت بھی......“ قاسم اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

”اچھا...... مجھے آج تم سے ہی معلوم ہوا ہے۔“ مہرو مسکراتے ہوئے بولی اور قاسم بے اختیار مسکرا دیا۔

”بچپن میں تم بہت موٹی تھی اور اب......“ قاسم رکا۔

”اب کیا......“ مہرو نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

”اب تو کافی اسمارٹ یعنی خوب صورت ہو گئی ہو۔“ قاسم نے کہا۔“ تو مہرو مسکرا دی۔

”اچھا اب یہ بتاؤ کہ کبھی میری یاد شہر میں آئی۔“ مہرو نے پوچھا۔

”تمہاری یاد...... تمہاری وجہ سے ہی تو میں شہر سے جلد واپس آیا ہوں۔“ قاسم نے کہا۔

”اچھا تو تم جلد واپس آئے ہو۔“ مہرو نے منہ بنایا تو قاسم قہقہہ لگا کر ہنسا تو مہرو بھی مسکرا دی۔ ”سفر کیسا رہا پریشان تو نہیں ہوئے۔“ مہرو نے پوچھا۔

”سفر......“ وہ کھو سا گیا اسے چاندنی کی یاد نے اپنی طرف کھینچا۔

”ارے کیا ہوا......“ مہرو نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔ ”آں...... وہ چونکا...... کک...... کک کچھ نہیں......“

”کیا ہوا...... کہاں کھو گئے تھے؟“ مہرو نے کہا۔

”کہیں بھی نہیں...... اچھا اب یہ بتاؤ تمہیں کبھی میری یاد آئی......“ قاسم نے بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔

”تت...... تت...... تمہارے بغیر جیسے میں جی رہی ہوں یہ صرف مجھے معلوم ہے۔“ وہ عجیب سے انداز میں بولی۔ قاسم حیران رہ گیا اس سے پہلے کہ دونوں کے بیچ مزید کوئی بات ہوتی شہزاد اندر داخل ہوا اور بولا۔

”چل یار باہر کہیں چلتے ہیں...... مہرو پانی وغیرہ پلایا میرے یار کو......“

”ابھی لاتی ہوں بھائی...... باتوں باتوں میں یاد ہی نہیں رہا......“ اتنا کہہ کر مہرو باہر نکل گئی۔

❁......❁......❁

”یار یہ مکان پہلے بھی دیکھا ہوا لگتا ہے۔“ قاسم نے ایک پرانے خستہ حال ٹوٹے پھوٹے مکان کی طرف اشارہ کیا۔ ”ارے تو بھول بھی گیا تجھے یاد نہیں بچپن میں کھیل کے دوران چھپنے کے لئے ہم اسی مکان میں تو چھپتے تھے...... اور تجھے ایک بات یاد ہے۔“ اتنا کہہ کر شہزاد رکا اور قاسم کی طرف دیکھنے لگا۔

”کون سی بات۔“ قاسم نے شہزاد کی طرف دیکھا۔

”تو تو بچپن کی سب باتیں ہی بھول گیا...... اس مکان کے بارے میں مشہور تھا کہ اس مکان میں ناگوں کا ایک جوڑا رہتا ہے اور ہمیں ایک سانپ ملا بھی تھا۔“ شہزاد نے کہا۔

”ارے ہاں یاد آیا۔“ قاسم جلدی سے بولا۔ ”وہ سانپ بہت زخمی تھا اور میں نے ہلدی چونا لگا کر اس کی پٹی بھی کی تھی۔“

”اور تو بلا ناغہ اسے دودھ بھی پلاتا تھا اور کچھ دنوں ہی میں وہ سانپ چنگا بھلا ہو گیا تھا اور پھر دوبارہ وہ سانپ ہمیں نظر نہیں آیا۔“ شہزاد نے کہا۔

”چل یار...... اس مکان کو اندر سے ایک نظر پھر دیکھ لیں۔“ قاسم نے کہا۔ تو شہزاد جلدی سے بولا۔

”نہیں یار مجھے ابا کے پاس بھی جانا ہے اندر گئے تو کافی دیر ہو جائے گی۔“

”نہیں یار کچھ نہیں ہوتا، ہم نے تو مکان کو اندر سے صرف ایک نظر دیکھنا ہے۔ کون سی رات گزارنی ہے۔“ قاسم مسکراتے ہوئے بولا۔

”چل یار......“ شہزاد نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ دونوں چل پڑے۔ ”ارے ہاں...... یاد آیا......“ شہزاد رکتے ہوئے بولا۔

”کیا؟“ قاسم بھی رک گیا۔

”پچھلے تین مہینوں سے یہاں ایک بوڑھا اور اس کی بیٹی رہ رہے ہیں وہ تو ہمیں اندر داخل ہونے ہی نہیں دیں گے۔“ شہزاد نے کہا۔

”ہوں! یہ تو بہت بڑی پرابلم ہوگئی۔ میرا تو بڑا دل کر رہا تھا اس مکان کو اندر سے دیکھنے کا...... چل اس بوڑھے کی منت سماجت کرتے ہیں۔“ قاسم نے کہا اور دونوں مکان کی طرف بڑھے۔ مکان کے دروازے پر ایک ٹوٹا پھوٹا دروازہ لگا ہوا تھا۔ شہزاد نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔

”کون ہے......؟“ اندر سے ایک نسوانی سریلی آواز آئی۔

”آپ کے والد گھر پر ہیں......؟“ شہزاد نے جواب دینے کے بجائے سوال کیا۔

”نہیں۔“ اندر سے آواز آئی۔ ”کہاں گئے ہیں......؟“ شہزاد نے پوچھا۔

باہر گئے ہیں۔“ آواز آئی۔

”کب آئیں گے؟“

”پتہ نہیں......“ آواز آئی۔

”اچھا شکریہ......“ شہزاد نے کہا اور دونوں واپس مڑے۔ ”یار...... آواز سے تو کوئی خوب صورت لڑکی لگتی ہے۔“ قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا تو شہزاد نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔

”ابھی تک اسے کسی نے دیکھا نہیں مگر اس بوڑھے کو ضرور دیکھا ہے......“ شہزاد نے جواب دیا۔ پھر دونوں کے بیچ مزید کوئی بات نہ ہوئی دونوں گھر آ گئے۔ کھانا کھانے کے بعد قاسم چارپائی پر لیٹا تو اس سریلی آواز والی کی طرف متوجہ ہوگیا وہ اس سریلی آواز لڑکی کی شکل دیکھنا چاہتا تھا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کل بھی ضرور وہاں جائے گا۔ پھر کب اسے نیند نے آلیا اسے پتہ ہی نہ چلا......

دوسرے دن اس نے شہزاد سے بات کی تو وہ جلدی سے بولا۔ ”یار مجھے تو کھیتوں میں بہت کام ہے...... تو ایسا کر اکیلا چلا جا......“

قاسم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس اکیلے کو ہی جانا پڑا۔ اس نے وہاں جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ”کون ہے......“ اسی سریلی آواز نے قاسم کے کانوں میں رس گھولا۔

”میں ہوں...... میں اور میرا دوست کل بھی آئے تھے۔“ قاسم نے دروازے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

”اب کیا ہے...... میرے والد تو اب بھی گھر پر نہیں ہیں۔“ آواز آئی۔

”آپ کو کوئی اندازہ نہیں کہ وہ کب آتے ہیں۔“ قاسم نے بے زار ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں......“ لڑکی نے مختصر سا جواب دیا۔

”دیکھئے میں یہ مکان اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں اس مکان سے میری بچپن کی کچھ یادیں وابستہ ہیں۔“ قاسم نے کہا۔

”لیکن میں تو گھر پر اکیلی ہوں۔“ لڑکی نے کہا تو قاسم بے اختیار مسکرا دیا۔ ”دیکھئے مجھے اس ٹائپ کا لڑکا مت سمجھئے اور...... نہ ہی میں اس ٹائپ کا لڑکا ہوں آپ پردہ کر لیجئے...... میں مکان کو اندر سے دیکھ کر واپس چلا جاؤں گا......“ قاسم نے کہا تو اندر کافی دیر خاموشی رہی۔

”ٹھیک ہے آ جائیں اندر۔“ آواز آئی اور اندر کھڑی لڑکی نے تھوڑا سا دروازہ کھول دیا قاسم اندر داخل ہوگیا قاسم نے دیکھا اس لڑکی نے بہت خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے اپنے دوپٹے سے اس نے نقاب کیا ہوا تھا واضح تھیں تو صرف اس کی خوب صورت آنکھیں...... جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

قاسم اس کی خوب صورت آنکھوں میں ڈوبتا گیا۔

”آیئے......“ لڑکی نے کہا اور قاسم جلدی سے سنبھل گیا قاسم نے دیکھا لڑکی نے مکان کی حالت کافی درست کی ہوئی تھی مکان میں دو کمرے تھے ایک کمرے کے دروازے پر تالا پڑا ہوا تھا دوسرے کمرے میں سامان وغیرہ پڑا ہوا تھا کمرے میں ایک چارپائی اور کچھ عجیب وغریب چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔

”اس کمرے میں کیا ہے؟“ قاسم نے پوچھا۔

”وہ میرے ابا کا کمرہ ہے انہوں نے اس کمرے میں اپنی کچھ خاص چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔“ لڑکی نے جواب دیا۔

”آپ کے والد کام کیا کرتے ہیں؟“ قاسم نے پوچھا۔

”وہ سپیرے ہیں۔“ لڑکی نے جواب دیا۔

”ہوں...... آپ ہر وقت گھر پر ہی رہتی ہیں آپ کا جی نہیں گھبراتا۔“ قاسم نے کہا۔

”نہیں...... اب تو عادت ہوگئی ہے مجھے اور ویسے بھی ابا مجھے باہر نہیں نکلنے دیتے۔“ لڑکی نے کہا۔ ”صرف صبح کے وقت پانی کا گھڑا ندی سے بھر کر لاتی ہوں۔“

”اوہ......“ قاسم خوش ہوگیا۔

”کیا ہوا؟“ لڑکی کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

”کک...... کک...... کچھ نہیں۔“ قاسم ہکلایا۔

”اچھا اب میں چلتا ہوں...... آپ کا بہت بہت شکریہ۔“ لڑکی کی آنکھوں سے لگتا تھا کہ وہ مسکرا رہی ہے اور قاسم جلدی میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

❈......❈......❈

صبح کا وقت تھا ندی بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔ ایک بڑے سے درخت کے پیچھے قاسم کھڑا ندی کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن جس کا وہ منتظر تھا وہ ابھی تک نہیں آئی تھی تھوڑی دیر بعد اس کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی سامنے سے ایک لڑکی منہ پر نقاب ڈالے ندی کی طرف ہی آ رہی تھی بغل میں پانی کا گھڑا تھا وہ ندی کے پاس آئی تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا دوپٹہ چھوڑ دیا لیکن اس کا چہرہ قاسم کو نظر نہ آسکا۔ اس لڑکی نے گھڑا پانی سے بھرا نقاب ٹھیک کر کے واپس ہولی۔ قاسم تین دن سے اسے اسی طرح دیکھ رہا تھا وہ صرف صبح کے وقت ہی پانی کا گھڑا بھرتی تھی اور پھر پورا دن گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی، قاسم درخت کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے اس لڑکی کی طرف بڑھا۔ ”سنیے......“ قاسم جیسے چلا کر بولا۔ لڑکی گھومی اور قاسم کی طرف دیکھنے لگی۔

”آپ......“ لڑکی کی سریلی آواز نے قاسم کے کانوں میں رس گھولا۔ ”آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟“

”مم...... میں...... یہاں ویسے ہی...... میں یہاں سیر کرنے کے لئے آتا ہوں۔“ قاسم نے بتایا۔ ”لیکن میں تین دن سے آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ یہاں سے پانی کا گھڑا بھر کر لے جاتی ہیں اور پھر پورا دن گھر سے باہر نہیں نکلتیں آخر وجہ کیا ہے؟“

”میں شاید آپ کو پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میرے والد مجھے گھر سے بالکل نہیں نکلنے دیتے...... پانی کا گھڑا میں ندی سے بھر کر لے جاتی ہوں کھانے پینے کا سامان والد لا کر دے دیتے ہیں۔“ لڑکی نے بتایا۔

”لیکن میرے خیال میں آپ کو گھر سے باہر نکلنا چاہئے اور محلے کی عورتوں سے ملنا چاہئے ایک گھر میں اکیلا رہنے والا شخص اور وہ بھی قیدی جیسی زندگی گزارے تو ایسا انسان پاگل ہوسکتا ہے۔“ قاسم نے لڑکی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”مشورہ دینے کا شکریہ...... میں خود بھی اکیلے ماحول میں رہنا پسند کرتی ہوں کیونکہ میں سنجیدہ طبیعت کی مالک ہوں۔“ لڑکی نے دوٹوک لہجے میں جواب دیا۔

”لیکن...... لیکن میں اپنے اس دل کا کیا کروں جو تم پر مرمٹا ہے تمہاری ان اداؤں پر ان خوب صورت آنکھوں پر...... میں تمہارے چہرے یا جسم سے پیار نہیں کرتا...... میں تمہاری روح سے پیار کرنے لگا ہوں میں تمہیں روز یہاں آتے اور جاتے دیکھتا ہوں لیکن کچھ بھی نہیں کہہ پایا نجانے کیوں میں تمہاری طرف کھنچا چلا جا رہا ہوں...... آج میں تم سے کہتا ہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں بے حد پیار کرتا ہوں۔“ قاسم جذباتی لہجے میں کہتا چلا گیا۔ لڑکی حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ ”تمہارا جو بھی جواب ہوگا مجھے منظور ہوگا لیکن میں...... میں تم سے پیار ہمیشہ کرتا رہوں گا۔“ قاسم نے کہا۔ ”نجانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تم سے پہلے بھی مل چکا ہوں۔ تمہاری آواز سن چکا ہوں۔“

قاسم کے اس فقرے پر لڑکی جلدی سے بولی۔ ”ہاں تم مجھ سے پہلے بھی مل چکے ہو اور میری آواز بھی سن چکے ہو۔“

”لیکن کہاں......؟“ قاسم نے پوچھا۔

”بہت جلدی بھول گئے تم وہ ملاقات......“ اتنا کہہ کر لڑکی نے اپنا نقاب اتار دیا اور قاسم حیرت سے بت بنا اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ”چاندنی تم!“ وہ چلایا اس کے لہجے میں خوشی شامل تھی۔

”ہاں میں...... میں تو تمہیں اسی دن پہچان گئی تھی۔“ وہ بولی۔

”تو...... تو کیا تم میرے ساتھ مذاق کر رہی تھی۔“ چاندنی جواب دینے کے بجائے مسکراتی رہی۔ ”تت...... تت تو کیا تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو۔“ قاسم نے کہا تو چاندنی نے مسکرا کر گردن جھکالی۔

دونوں ایک طرف بیٹھ گئے۔ ”آج میں بہت خوش ہوں۔“ قاسم گنگناتے ہوئے بولا۔

''میں بھی......'' چاندنی نے اس کا ساتھ دیا۔

''مجھے تم سے اسی دن سے پیار ہو گیا تھا جب تم مجھے ٹرین میں ملی تھیں۔'' قاسم مسکراتے ہوئے بولا۔ ''اور مجھے تب جب تم میرے گھر آئے تھے۔'' چاندنی نے کہا۔ ''بس صرف تمہیں تنگ کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔''

قاسم مسکرا دیا۔ ''تمہارے والد گھر کب آتے ہیں۔''

''کیوں...... تم کس لئے پوچھ رہے ہو؟'' چاندنی نے کہا۔

''رشتے کے لئے امی، ابو کو تمہارے گھر جو بھیجنا ہے۔'' قاسم مسکراتے ہوئے بولا۔

''نہیں...... نہیں...... ابھی نہیں...... ابھی کچھ دن ٹھہرو تم میرے والد کو نہیں جانتے وہ بہت سخت طبیعت کے مالک ہیں...... ارے ہاں مجھے یاد آیا والد تو گھر پر میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔'' چاندنی نے تیز لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو قاسم نے اٹھ کر جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''کل آؤ گی ناں!!'' قاسم نے کہا تو چاندنی اس کی بے قراری پر مسکرا دی۔ ''ضرور آؤں گی۔'' اتنا کہہ کر وہ گھڑا بغل میں دبائے واپس چل دی قاسم وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔

❄......❄......❄

''کیا بات ہے...... آج کل نظر نہیں آ رہے۔'' شہزاد نے قاسم سے پوچھا۔

''میں...... میں تو یہیں ہوتا ہوں تم نظر نہیں آ رہے۔'' قاسم نے خوش گوار لہجے میں جواب دیا۔

''اچھا...... تم دوبارہ اس مکان کی طرف گئے۔'' شہزاد نے پوچھا۔

''میں...... گیا تو تھا۔'' قاسم نے کہا۔

''کیوں......؟'' شہزاد حیرانگی سے بولا۔ ''تم وہاں کیا کرنے گئے تھے؟''

''اس سریلی آواز والی لڑکی کا چہرہ دیکھنے کے لئے۔'' قاسم مسکراتے ہوئے بولا۔

''کیا......؟'' شہزاد اچھل پڑا۔

''ہاں میں اس لڑکی کا چہرہ دیکھنے گیا تھا۔'' قاسم شہزاد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''تو پھر دیکھا اس کا چہرہ......'' شہزاد نے بے قراری سے پوچھا تو قاسم مسکرا دیا۔ ''ہاں......'' قاسم نے مختصر سا جواب دیا۔ ''پھر کیسا لگا اس کا چہرہ......؟'' شہزاد نے پوچھا۔

''وہ چہرہ...... وہ چہرہ تو میری زندگی ہے۔ میرا سب کچھ ہے میری محبت ہے میری ابتداء ہے میری انتہا ہے۔'' قاسم شاعرانہ انداز میں بولا۔

''کیا ہوا شاعری کرنے کا ارادہ تو نہیں۔'' شہزاد نے کہا تو قاسم مسکرا دیا۔ ''لگتا ہے تجھے پیار ہو گیا ہے اس مرض کا تو کوئی علاج نہیں۔'' شہزاد نے کہا۔

''ہاں مجھے کچھ ہو گیا ہے اس لڑکی سے۔'' قاسم خوشی کے عالم میں بولا۔

''اور اسے......'' شہزاد نے قاسم کی طرف دیکھا۔

''اسے بھی......'' قاسم بولا۔

''اوہ...... تو اس کا مطلب ہے آگ دونوں طرف لگی ہے۔'' شہزاد نے کہا۔

''ہاں...... اور میں اسے حاصل کر کے ہی رہوں گا اور اگر...... اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں خودکشی کر لوں گا۔'' قاسم جذباتی لہجے میں بولا۔

''ارے ارے اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں...... لیکن تو اس کے باپ کو نہیں جانتا وہ شکل سے بہت ظالم لگتا ہے۔'' شہزاد نے بظاہر اسے آگاہ کیا۔

''تو کیا ہوا؟ میں چاندنی کے لئے اسے بھی منالوں گا۔'' قاسم مضبوط لہجے میں بولا۔

''اوہ...... تو اس کا نام چاندنی ہے۔'' شہزاد نے قاسم کی طرف دیکھا۔

''ہاں......''

''گھر والوں کو کیسے مناؤ گے۔'' شہزاد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''انہیں بھی منالوں گا۔'' قاسم لاپروائی سے بولا۔

''ارے...... ارے وہ کیا۔'' شہزاد جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سامنے دیکھنے لگا۔ قاسم نے اس طرف دیکھا تو وہ بھی حیران رہ گیا۔

سامنے دو ناگ بڑی گرمجوشی سے آپس میں لڑ رہے تھے وہ دونوں ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ کر رہے تھے۔

''نہیں کیا ہوا یہ آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں؟'' قاسم نے

شہزاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شاید دونوں میں بہت زیادہ دشمنی ہے۔'' شہزاد نے جواب دیا اور قاسم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں ناگ ایک دوسرے کے گرد زیادہ سے زیادہ بل کس رہے تھے آخر ایک سانپ کو زمین بوس ہونا ہی پڑا دوسرے نے اپنے بل ڈھیلے کئے اور جھاڑیوں کی طرف بڑھا اس کی حالت بھی بہت نازک تھی وہ جھاڑیوں میں داخل ہو گیا۔

''یار اس کی حالت سے تو لگتا ہے یہ بھی مر جائے گا۔'' قاسم دکھی لہجے میں بولا۔

''ہاں...... چلو اسے دیکھتے ہیں۔'' شہزاد نے کہا اور دونوں جھاڑیوں کی طرف بڑھے لیکن جھاڑیوں میں کچھ نہیں تھا دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دوبارہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ ''آخر دونوں میں دشمنی کیا تھی؟'' قاسم نے شہزاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا معلوم۔'' شہزاد نے کندھے اچکائے۔

''مجھے تو لگتا ہے وہ سانپ بھی مر جائے گا۔'' قاسم نے کہا تو شہزاد بولا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے۔ خیر چھوڑ ان باتوں کو یہ بتا کہ چاندنی سے مجھے کب ملوا رہا ہے۔''

''بہت جلد......'' قاسم نے بہت پر زور دے کر کہا۔

''بہت لفظ پر تو نے بہت زور دیا ہے اس کا مطلب ہے ابھی نہیں ملوا رہا۔'' شہزاد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

قاسم بے اختیار مسکرا دیا۔ ''نہیں یار جلد ملواؤں گا۔'' قاسم نے کہا تو شہزاد بھی مسکرا دیا۔

❄......❄......❄

قاسم کو آج تیسرا روز تھا وہ روز یہاں آتا لیکن چاندنی نہ آتی وہ انتظار کرتے کرتے مایوس ہو کر واپس چلا جاتا لیکن آج اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ چاندنی کے گھر جائے گا جو ہو گا دیکھا جائے گا یہ سوچ کر وہ چاندنی کے گھر کی طرف چل دیا وہ دروازے کے پاس پہنچا اس نے دستک دینے کے لئے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا ایک آواز کی وجہ سے اسے ہاتھ روکنا پڑا۔

''بتا دے مجھے...... بتا دے نہیں تو میں۔'' آواز رک گئی۔

''میں وعدہ کرتا ہوں میں اسے چھوڑ دوں گا۔ اگر تو

جادوئی کمالات سیکھئے

عالمی شہرت یافتہ معروف سپر اسٹار ایم مجاہد سے ملاقات کیجئے یا بذریعہ ڈاک گھر بیٹھے ان کے کورس منگوائیں اور شہرت پیسہ کمائیں لڑکے لڑکیوں میں مقبول ہو جائیں بچوں کے پسندیدہ اور بڑوں کے دوست بن جائیں، ہر محفل کی جان بن جائیں ہر کسی کو ہر تقریب آپ کے بغیر سونی سونی لگے کیوں ہے نا مزے کی بات! آیئے جلدی کیجئے اب دیر کس بات کی بچے بڑے لڑکیاں، لڑکے سب ہی تو سیکھ رہے ہیں ایم مجاہد سے ان کے دلچسپ اور حیران کر دینے والے کمالات۔

چند دلچسپ کمالات: نظروں سے گلاس توڑنا، 50 کو 500 کا نوٹ بنانا، حکم سے گیند چلانا، لڑکی کے بیگ سے رومال نکالنا، جن قید کرنا، برف سے سگریٹ جلانا، انڈے سے چوزہ بنانا، دل کا حال بتانا، لڑکی ہوا میں اڑانا، دور سے دودھ کا گلاس پینا، تلوار پر لڑکی روکنا، لڑکی کے ٹکڑے کرنا، جادو سے زیورات بنانا، رومال سے کبوتر بنانا، انڈے سے چوزہ بنانا

ہمارے کورس: درمیانہ کورس =/1000 | بڑا کورس =/2000 | اسپیشل کورس =/5000

بڑا کورس: بذریعہ ویڈیو یا C-D =/1500 روپے
اسٹیج کورس: بذریعہ ویڈیو یا C-D =/3000 روپے
اسپیشل کورس: بذریعہ خط و کتابت =/10,000 روپے

اسپیشل کورس
دل و دماغ قابو کرنا
ہپناٹزم، نظر بندی
قیمت
=/10000

ایم جے میجک گروپ

روم نمبر 11 فرسٹ فلور نعمان شاپنگ اسکوائر بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی
فون: 5214812 / 5215482 موبائل: 0300-9214642/0333-3254309

میرا خواب پورے کردے۔" پھر خاموشی چھا گئی۔ قاسم نے دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھے بدشکل کی صورت دکھائی دی۔ اس کی بڑی بڑی سفید مونچھیں تھیں اس نے لال رنگ کا چولا پہنا ہوا تھا آنکھیں سرخ اور بڑی بڑی تھیں۔

"کون ہے رہے تو؟" وہ قاسم کو گھورتے ہوئے بولا۔"

"مم...... میں یہاں گاؤں میں ہی رہتا ہوں۔" قاسم ہکلایا۔

"ہوں......تو پھر مجھ سے کیا چاہتا ہے۔" اس نے قاسم کی طرف دیکھا۔

"یہاں ایک لڑکی رہتی ہے۔" قاسم نے بے خوف لہجے میں کہا تو وہ بوڑھا حیران رہ گیا۔

"کک...... کون سی لڑکی یہاں تو کوئی بھی نہیں رہتا...... یہاں کوئی لڑکی نہیں رہتی۔" وہ بوڑھا گرج دار آواز میں بولا۔

"دیکھئے...... میں یہاں سے گزر رہا تھا تو مجھے ایک لڑکی کی چیخوں کی آواز سنائی دی اور میں نے یہاں دستک دے دی اور آپ کہہ رہے ہیں کہ یہاں کوئی لڑکی ہی نہیں ہے۔" قاسم نے جھوٹی کہانی سنائی۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں...... یہاں کوئی لڑکی نہیں ہے یہاں صرف میں رہتا ہوں۔" وہ بوڑھا بولا، غصہ اب بھی اس کے لہجے میں شامل تھا۔

"آپ ایسا کریں مجھے اندر دیکھ لینے دیں میں اپنا اطمینان کر کے واپس چلا جاؤں گا۔" قاسم نے کہا۔

"تو کون ہوتا ہے میرے گھر کی تلاشی لینے والا...... جا چلا جا یہاں سے نہیں تو اچھا نہیں ہوگا۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں لیکن...... لیکن میں گاؤں میں جا کر وہاں کے بزرگوں سے یہ بات کروں گا اور وہ پنچایت اکٹھی کریں گے اور آپ کو ان کے سامنے جواب دینا ہوگا۔" قاسم نے اسے آگاہ کرتے ہوئے کہا تو بوڑھا کچھ سوچنے لگا۔

"ٹھ...... ٹھیک ہے آ جاؤ اندر......" بوڑھا توقف کے بعد بولا اور قاسم مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا اس نے اندر دیکھا لیکن چاندنی وہاں موجود نہیں تھی۔

"اس کمرے کو کھول کر دکھایئے۔" قاسم نے اس کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس پر تالہ پڑا ہوا تھا۔

"یہ کمرہ میں کھول نہیں سکتا...... کیونکہ اس میں میرا ذاتی سامان پڑا ہوا ہے۔" بوڑھا نفی میں سر ہلا کر بولا۔

"ہوں......" قاسم نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے وہ لڑکی اس کمرے میں بند ہے آپ یہ کمرہ مجھے دکھا دیجئے میں چلا جاؤں گا۔ ورنہ......"

"ورنہ کیا...... جو جی میں آئے کر میں کسی سے نہیں ڈرتا...... چل دفعہ ہو جا میرے گھر سے......" بوڑھا غضبناک لہجے میں بولا او قاسم اس کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی لیکن میں چپ نہیں رہوں گا۔" قاسم نے اسے آگاہ کیا۔

"جا جو کرنا ہے کر۔" بوڑھے نے کہا تو قاسم اس کے گھر سے باہر آ گیا۔ "یہ تو بڑا ہوشیار ہے۔" قاسم نے سوچا۔ وہ یہی سوچتا ہوا گھر آ گیا ساری رات وہ سو نہ سکا وہ یہی سوچتا رہا کہ نجانے اس نے چاندنی کا کیا حال کیا ہو کہیں اسے ہماری محبت کے بارے میں پتہ تو نہیں چل گیا ان گنت سوالوں نے اسے پریشان رکھا۔

دوسرے دن وہ ندی کنارے پر پہنچا تو چاندنی بے صبری سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ قاسم کے چہرے پر بشاشت آ گئی۔ چاندنی نے اسے دیکھا تو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا۔ "قاسم...... مم...... مم...... میرے والد کو ہماری محبت کے بارے میں پتہ چل چکا ہے...... یہ دیکھو اس نے مجھے یہ انعام دیا ہے۔" اتنا کہہ کر چاندنی نے اسے اپنے بازو دکھائے جس پر نیل جیسے بے تحاشہ نشان تھے اس کے چہرے پر بھی کئی زخموں کے دھندلے دھندلے نشان تھے۔

"یہ...... یہ سب کیا ہے؟"

"ایک باپ اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے۔" قاسم اس کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھا۔

"اس لئے کہ وہ میرا سوتیلا باپ ہے۔" چاندنی نے اسے عجیب خبر سنائی۔

"کیا......؟" اور قاسم جیسے اچھل پڑا۔

"ہاں...... وہ میرا سوتیلا باپ ہے میرا اپنا باپ مر گیا!

تو میری ماں نے دوسری شادی کر لی لیکن میرا سوتیلا باپ بہت ظالم نکلا اور میری ماں پر ظلم ڈھانے لگا چھوٹی چھوٹی بات پر میری ماں کو مارتا اور ایک دن...... اس نے میری ماں کو مار دیا...... چاندنی یہاں تک کہہ کر رکی۔

"کیا......؟" قاسم نے ایک بار پھر چلایا۔

"ہاں اس نے میری ماں کو مار دیا میں کمزور کیا کر سکتی تھی صرف ایک کونے میں بیٹھی روتی رہی پھر وہ اس مکان میں آیا اور نجانے اس تالے والے کمرے میں کیا کرتا رہتا ہے اب اسے ہماری محبت کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے مجھے بہت مارا پیٹا اور کل...... کل تو اس نے انتہا کر دی میں بے ہوش ہو گئی۔ ہوش میں آئی تو میں اسی تالے والے کمرے میں تھی میرے سوتیلے باپ نے مجھے باہر نکالا اور سختی سے تاکید کی کہ اگر میں آئندہ تم سے ملی تو وہ مجھے ختم کر دے گا۔" اتنا کہہ کر چاندنی چپ ہو گئی اور قاسم کی طرف دیکھنے لگی۔

"مم...... میں اس کمینے کا خون پی جاؤں گا۔" قاسم دانت پیستے ہوئے بولا۔

"نن نہیں تم اسے کچھ نہیں کہو گے آخر وہ میرا باپ ہے ہم ایسا کرتے ہیں یہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔" چاندنی تیز لہجے میں بولی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں۔" قاسم نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے میں چلتی ہوں وہ کہیں گھر نہ آ جائے اگر میں نہ ہوئی تو پھر مجھ پر ناراض ہوگا۔" چاندنی نے کہا۔

"ٹھہرو ابھی آئی ہو اور ابھی چلی جاؤ گی۔" قاسم بے چینی سے بولا اور چاندنی اس کی بے قراری پر مسکرا دی۔

"بس دو تین دن پھر ہمیشہ کے لئے ہم ایک دوسرے کے ہو جائیں گے۔" چاندنی پیار سے اس کے گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

چاندنی چلی گئی اور قاسم اسے جاتا دیکھتا رہا پھر وہ اپنے گھر کی طرف ہو لیا۔ راستے میں اسے چاندنی کا باپ مل گیا۔ "اے لڑکے اس سے دور رہ نہیں تو نقصان میں رہے گا...... تیرا اس کا کوئی میل نہیں۔" بوڑھا غصہ بھرے لہجے میں بولا۔ تو قاسم نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ "اب یہ بات اچھی طرح دماغ میں اتار لے کہ تیرا اور اس کا کوئی میل نہیں۔" اتنا کہہ کر بوڑھا اپنے راستے کی طرف ہو لیا اور قاسم اسے جاتا دیکھتا رہا۔

❁......❁......❁

قاسم چارپائی پر لیٹا چاندنی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ "بیٹا کیا سوچ رہے ہو۔" قاسم کے والد چارپائی کے قریب آ کر بولے۔

"کچھ نہیں ابا جان۔" وہ چونک کر بولا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"بیٹا تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" اس کے والد چارپائی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"جی کہیے۔" قاسم نے کہا۔

"بیٹا میں نے تمہاری ماں نے ایک مشورہ کیا ہے کہ تمہاری شادی کر دیں پھر تمہاری بہن کا رشتہ بھی کہیں دیکھنا ہے۔" قاسم کے والد مسکراتے ہوئے بولے تو قاسم بھی مسکرا دیا۔ "تمہارا اور مہرو کا رشتہ کیسا رہے گا۔ لڑکی بھی شریف ہے اور اپنی برادری کی ہے اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس کا بھائی تمہارا بہت اچھا دوست ہے...... وہ بھی بہت خوش ہوگا۔" قاسم پر اپنے والد کے الفاظ کسی بم کی طرح گرے وہ جلدی سے بولا۔

"ابا کیوں اتنی جلدی کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں بہن کی شادی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر میری بھی ہو جائے گی۔"

"نہیں پتر...... گھر میں بہو آ جائے گی تو بیٹی وداع کرتے دکھ نہیں ہوگا۔" اس کے والد نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور قاسم خاموش ہو گیا اس کے والد اٹھ کر چلے گئے اور قاسم کو سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن چھوڑ دیا۔

دوسرے دن قاسم نے شہزاد کو چاندنی کی باتوں سے آگاہ کیا۔ "تو تیرا کیا فیصلہ ہے۔" شہزاد نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"فیصلہ کیا کرنا ہے چاندنی کی بات کو ماننا پڑے گا۔" قاسم نے جواب دیا۔

"تو تو ہم سب کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔" شہزاد نے کہا۔

"ارے میں تم سب کو چھوڑ کے کیوں جاؤں گا جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو میں دوبارہ واپس آ جاؤں گا۔" قاسم نے جواب دیا۔

"ہوں...... تو پکا پروگرام ہے...... کب ارادہ ہے بھاگنے کا۔" شہزاد نے پوچھا۔

"آج......" قاسم نے جواب دیا۔ "اسٹیشن تک تو ہی چھوڑنے جائے گا مجھے۔" قاسم بولا۔

"ٹھیک ہے...... یار کے لئے یہ تو کچھ بھی نہیں میں تو جان بھی دے سکتا ہوں۔" شہزاد بولا۔

"تھینک یو شہزاد۔" قاسم نے اتنا کہہ کر شہزاد کو گلے لگالیا۔ رات کو دونوں ندی کے پاس پہنچ گئے قاسم نے تمام ضروریات کا سامان لے لیا تھا۔ دونوں چاندنی کا انتظار کرنے لگے لیکن کافی دیر ہوگئی اور وہ نہ آئی۔ "یار اس کے گھر چل کے دیکھتے ہیں کہیں وہ بوڑھا ہی نہ اس کے آڑے آرہا ہو۔" قاسم نے شہزاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چل......" شہزاد نے کہا اور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے وہ چاندنی کے گھر کے پاس پہنچے تو اندر سے تیز آوازیں آرہی تھیں۔ دونوں دروازے کے قریب ہوگئے دروازہ اندر سے بند تھا۔ "بتادے...... بتادے مجھے...... نہیں تو میں......" بوڑھے کی آواز سنائی دی۔

"تیرا آخری وقت آگیا ہے اس لئے تو ایسی حرکتیں کررہا ہے۔" چاندنی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تو ایسے نہیں مانے گی تیرا کچھ کرنا پڑے گا۔" بوڑھے کی غضبناک آواز سنائی دی یہ سن کر دونوں نے تیزی سے دروازے پر ٹھوکریں مارنی شروع کردیں تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا دونوں اندر داخل ہوگئے سامنے ایک طرف چاندنی کھڑی رو رہی تھی اس کے سامنے وہ بوڑھا ہاتھ میں ایک پٹاری لئے کھڑا تھا اور اس نے دوسرے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر پکڑا ہوا تھا۔ قاسم چیختا ہوا آگے بڑھا اور ایک ٹکر بوڑھے کی کمر میں رسید کردی۔ بوڑھا چیختا ہوا منہ کے بل زمین پر جاگرا پٹاری اور خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جاگرے۔ قاسم نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا خنجر اٹھالیا۔ بوڑھا بھی اٹھ کر کھڑا ہوچکا تھا۔

"کمینے تو آج میرے ہاتھ سے نہیں بچے گا تیرا آخری وقت آگیا ہے جو تو اس مکان میں آیا ہے۔" بوڑھا چیختے ہوئے بولا اس نے دیوار کے سامنے لگا ہوا نیزہ اٹھایا اور پوری قوت سے قاسم کی طرف اچھال دیا لیکن قاسم پرے ہٹ گیا اور نیزہ سامنے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرگیا۔

قاسم بولا۔

'بڈھے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" شہزاد بت بنا ایک طرف کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ پھر قاسم بوڑھے کی طرف بڑھا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر بوڑھے کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ بوڑھے نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر جاگرا۔ "نن...... نادان...... تت...... تت...... تیرے ساتھ دھو...... دھوکا ہوا ہے۔" اتنا کہہ کر بوڑھے نے ہچکی لی اور وہ اس دنیا سے چل بسا اور قاسم گھوم کر چاندنی کی طرف دیکھنے لگا۔

چاندنی بھاگتی ہوئی پٹاری کے پاس جاپہنچی قاسم یہ دیکھ کر حیران رہ گیا چاندنی نے پٹاری کا ڈھکن اٹھایا پٹاری میں سے ایک سیاہ رنگ کے سانپ نے سر باہر نکالا اور چاندنی نے ہاتھ بڑھا کر سانپ کو پکڑ کر باہر نکال لیا۔ وہ دیوانہ وار اسے چومنے لگی۔ قاسم کی حیرت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ "چاندنی یہ کیا کررہی ہو؟ چھوڑ دو اسے ورنہ یہ تمہیں کاٹ لے گا۔" قاسم آگے بڑھ کر بولا۔ لیکن چاندنی پر اس کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا وہ سانپ کو چومتی رہی تھوڑی دیر بعد اس نے سانپ کو زمین پر رکھ دیا۔

اچانک سانپ کے گرد دھواں پھیلنے لگا تھوڑی دیر بعد وہاں ایک خوب صورت نوجوان کھڑا تھا۔ قاسم حیرت سے اسے دیکھنے لگا وہ قاسم کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"شکریہ میرے دوست۔" اس نوجوان کے ہونٹ ہلے۔

"شش...... شکریہ...... شکریہ کس بات کا۔" قاسم نے ہکلاتے ہوئے پوچھا وہ چاندنی کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں ساری بات۔" اتنا کہہ کر چاندنی تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر بولی۔ "یہ میرا شوہر ہے۔"

"کیا......؟" قاسم کو جیسے سکتے کا جھٹکا لگا اور شہزاد بھی تحیر زدہ ہوکر دیکھنے لگا۔ "ہاں یہ میرا شوہر ہے اور میں ایک ناگن ہوں۔" چاندنی نے کہا۔ "ہاں میں ایک ناگن ہوں۔"

اب ساری بات سنو۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں ہم اچھادھاری سانپ ہیں۔ آج سے بارہ سال پہلے ہم دونوں نے یہاں پر قیام کیا تو ہمیں یہ جگہ

بہت اچھی لگی اور ہم یہاں پر مستقل طور پر رہنے گئے۔ یہاں تم دونوں کھیلنے کے لئے آتے تھے۔ بچے ہونے کی وجہ سے ہم دونوں تم سے بے پرواہ تھے۔ ایک دن ہم سیر کرتے کرتے کافی دور نکل گئے وہاں سے اس سپیرے کا گزر ہوا اس نے ہم دونوں کو وہاں دیکھ لیا اس نے میرے شوہر کو پکڑ لیا میں اس کو بچانے کے لئے آگے بڑھی تو اس نے اپنا محافظ ناگ مجھ پر چھوڑ دیا میں اس کے آگے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکی اور وہاں سے بھاگ آئی۔ تم دونوں نے مجھے بچایا۔ میں زخموں سے چور تھی۔ تم دونوں کی وجہ سے میں بچ گئی یہ سپیرا میری بو سونگھتے سونگھتے اس مکان تک آگیا۔ "دیکھو میرے شوہر کو چھوڑ دو۔" میں سپیرے کے آگے گڑگڑاتی ہوئی بولی۔

"چھوڑ دوں گا...... لیکن۔" وہ عجیب سے انداز میں بولا۔

"لیکن کیا۔" میں نے پوچھا۔

"مجھے ناگ منی کا پتہ بتادے۔ ناگ منی مجھے دے دے۔" وہ بولا۔

"کیا؟ میں چلائی۔ اگر میں اسے ناگ منی دے دیتی تو وہ ساری دنیا کا جینا حرام کردیتا۔"

"اگر تو مجھے ناگ منی دے دے تو میں تیرے شوہر کو چھوڑ دوں گا۔" وہ بولا۔ "نن...... نہیں ناگ منی میں تمہیں نہیں دے سکتی۔" میں مضبوط لہجے میں بولی۔ "ہوں......" وہ ہنس دیا۔ "تو ٹھیک ہے پھر میں تیرے شوہر کو ختم کردوں گا لیکن آسانی سے نہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا...... شاید کسی لمحے مجھے وہ ناگ منی تو دے دے۔" وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

اس دن کے بعد سپیرا بھی اس مکان میں رہنے لگا اس نے میرے جوڑے کو پٹاری میں بند کرکے اس کمرے میں تالا ڈال دیا تاکہ میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں اس نے اس کمرے کے گرد ایک حصار بھی قائم کردیا میں انسانی روپ میں آئی تو میرے پاس اپنی کچھ طاقتیں بھی آگئیں مجھے میری طاقتوں سے پتہ چلا مجھے وہی بچائے گا جس نے میری ایک دفعہ پہلے بھی جان بچائی تھی اس کے بعد میں تمہیں ہر جگہ ڈھونڈنے لگی اور پھر ایک دن ٹرین میں تم مجھے مل ہی گئے جب مجھے تمہارے نام اور رہائش کا پتہ چلا تو میں خوش ہوگئی اس کے بعد تم گاؤں میں آگئے میری خوب صورتی کی وجہ سے تم میرے حسن کے گرویدہ ہوتے چلے گئے۔ پھر سپیرے کو پتہ چلا تو اس نے اپنا محافظ ناگ تمہیں ختم کرنے کے لئے بھیج دیا اور میں نے تمہیں اس سے بچالیا۔"

"اوہ...... تو وہ سانپ مجھے مارنے آیا تھا۔" قاسم جو اب تک حیرت کے باعث خاموش کھڑا تھا بولا۔ "ہاں وہ سانپ تمہیں مارنے آیا تھا میں نے تمہیں اس سے بچایا اور اس سانپ کو ختم کردیا لیکن میں خود بھی بہت زخمی ہوگئی تھی۔ سپیرے نے مجھے دیکھا تو وہ ساری صورتحال سمجھ گیا وہ لال پیلا تو بہت ہوا لیکن کچھ بولا نہیں کیونکہ ناگ منی جو میرے پاس تھا اس دفعہ اس نے مجھے بچایا صرف ناگ منی کی خاطر اور پھر چار پانچ دن مجھے ٹھیک ہونے میں لگ گئے۔ میں سپیرے کا ہر کہا مانتی تھی پانی بھر کر لاتی، کھانا پکاتی میں تم سے ملنے آئی تو میں نے تمہیں جھوٹی کہانی سنائی کہ سپیرا میرا سوتیلا باپ ہے اور وہ مجھ پر بہت ظلم کرتا ہے گاؤں والے بھی یہی سمجھتے تھے کہ میں سپیرے کی بیٹی ہوں اس کے بعد جو ہوا وہ تمہارے سامنے ہے سپیرا مر گیا اور مجھے میرا جوڑا مل گیا...... میں معافی چاہتی ہوں میں نے اپنی جیون ساتھ کے لئے تمہارے جذبات سے کھیل کھیلا، میں جانتی ہوں میں نے اپنے مطلب کے لئے تمہارا دل دکھایا...... مجھے معاف کردینا۔ مجھے یقین ہے تم مجھے معاف کردو گے۔" اتنا کہہ کر چاندنی چپ ہوگئی چاندنی اور پھر نوجوان کے گرد دھواں پھیلنا شروع ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ناگ اور ناگن کی شکل میں کنڈلی مارے بیٹھے تھے۔ قاسم حیرت سے کھڑا دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا دونوں نے الوداعی نظر قاسم شہزاد پر ڈالی اور گھوم کر تالے والے کمرے کی طرف بڑھے جس کا دروازہ اب کھلا ہوا تھا۔

❁......❁......❁

قاسم سکتے کے عالم میں کھڑا تھا۔ اچانک شہزاد نے اپنا ہاتھ قاسم کے کندھے پر رکھا تو قاسم چونک پڑا اور شہزاد کے گلے لگ کر سسک پڑا۔ پھر تھوڑی دیر بعد دونوں بوجھل قدموں سے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ قاسم کی شادی کو آج پورے چار سال ہوچکے ہیں اس کی بیوی مہر و وفا کی طرح بڑی خوب صورت ہے وہ دونوں ایک خوب صورت بچے اور بچی کے ماں باپ ہیں۔ قاسم کو آج بھی چاندنی کی یاد آتی ہے تو وہ سوچوں کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔

☠☠......☠☠